طبقاتِ فقہائے حنفیہ کے بارے میں ابن کمال کا نکتہ نظر: تجزیاتی مطالعہ

Ibn e Kamal Perspective on Tabqaat e fuqha Hanfia
An Analytical Study

ڈاکٹر محمد ظفر اقبال جلالی *

ماجد نواز ملک **

ABSTRACT

The first of the Ahnafs, Ibn e Kamal Pasha divided the Fuqha e Hanafi'ah into seven classes, three of them belonging to Mujtahidin and four classes belong to the Muqaledin jurisprudents. The distribution was widely replicated in his books and Allama Tamimi termed this division as very good. This discussion of the jurisprudence of the jurists revealed the benefits of the jurisprudence of the jurists. Allama Marjani was the first to cash in on this division of Ibn Kamal Pasha. Allama Abdul Hai Lucknow was also not satisfied with this division and this division was also visible to him. When Allam Abd ul Hai Lakhnawi objected to class division, he quoted the objections in his book. Allama Qarshi also quoted Allama Marjani in his book "Hussan -ul -Taqqazi", and Allama Muta'i has raised objections to this class split in "Irshad Ahl-ul-Milla" and Abu Zahra in "Abu Hanifa Wa Hayatohoo". There is also cash on class division and objections to the jurisprudence mentioned under the classes. The reasons why the scholars who have cash in on this class division are those who say that An-i-Kamal did not explain the difference between the classes of jurists, nor did they have full knowledge of jurisprudence, since the jurists Most attributes are in common, so raising the position of a jurist and reducing the position of another jurist is a difficult task. And when Ibn Kamal studied the Books of Fatwa, some of the jurists found much of the Qur'anic verse, while other scholars who were simple and did not have much Qibla in their names, then Ibn Kamal was impressed with the alqabaat. And low-ranking jurists to lower.

Keywords: *Ibn e Kamal, Tabqat e Fuqha, Ahnaf, Marjani. Abd ul hayi.Abu Zahra .*

---

* صدر شعبہ اسلامیات، آئی سی بی کالج، جی سکس تھری، اسلام آباد

** ریسرچ اسکالر پی ایچ ڈی، یونیورسٹی آف کراچی، کراچی

موضوع تحقیق کا تعارف اور اہمیت :

قرآن مجید اللہ تعالی کی آخری کتاب ہے جو تمام بنی نوع انسان کیلئے ہدایت کا سرچشمہ اور ماخذ ہے۔ قرآن مجید میں ہر خشک و تر چیز کو بیان کر دیا گیا ہے۔ بعض احکام کو تفصیلا جبکہ بعض کو اجمالا بیان کیا گیا ہے۔ پھر اجمالی احکام میں رسول اکرم ﷺ نے امت کی رہنمائی اپنے عمل سے فرمائی۔ رسول اکرم ﷺ کے وصال کے بعد لوگ مفتی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے شرعی مسائل پوچھتے اور پھر تابعین اور تبع تابعین اس ذمہ داری کو نبھاتے رہے۔ وقت کے گزرنے کے ساتھ یہ علم "علم فقہ" کے نام سے وجود میں آیا۔

علوم اسلامیہ میں علم فقہ کو بنیادی اور ممتاز مقام حاصل ہے، شریعت کے احکام و مسائل کو تفصیلی دلائل کے ساتھ اسی علم کے ذریعے جانا جاتا ہے۔[1] اس علم کے بنیادی ماخذ چار ہیں، کتاب اللہ، سنت رسول، اجماع امت اور قیاس۔[2] کتاب اللہ، فقہ اسلامی کا سب سے پہلا اور بنیادی ماخذ ہے۔[3] احکام شریعت کے استخراج کیلئے دوسرا بڑا ماخذ سنت رسول ہے۔[4] شریعت مطہرہ کے سمجھنے میں سنت رسول حجت اور دلیل کا درجہ رکھتی ہے۔ تیسرا اصل اجماع ہے اور اس سے مراد امت محمدیہ کا اجماع ہے۔[5] چوتھا اصل قیاس ہے۔[6] جب بھی کسی شرعی مسئلہ کی تلاش مطلوب ہوتی ہے تو سب سے پہلے کتاب اللہ میں اس مسئلہ کو تلاش کیا جاتا ہے اگر یہ شرعی مسئلہ کتاب اللہ یعنی قرآن مجید میں مل جائے تو فبہا ورنہ سنت رسول ﷺ کی طرف التفات کیا جاتا ہے، اگر وہاں بھی نہ ملے تو اجماع امت میں میں دیکھا

۱۔ جرجانی، علی بن محمد، کتاب التعریفات، ط، ۱، دار الکتب العلمیہ: بیروت، ۱۴۰۳ھ، ص:۱۱۷

۲۔ بزدوی، فخر الاسلام، علی بن محمد، ط، 2، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت، لبنان، 1437ھ، ص:94

۳۔ شاشی، احمد بن محمد، اصول الشاشی، دار الکتاب العربی: بیروت، ۱۴۰۲ھ، ص:۱۳

۴۔ بغدادی، علی بن عقیل بن محمد، الواضح فی اصول الفقہ، ط:1، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1340ھ، ص:08

۵۔ ملاجیون، احمد بن ابی سعید، نور الانوار، ط، 1، مکتبہ البشری: کراچی، 1429ھ، ص:15

۶۔ حسام الدین، محمد بن محمد عمر الاخسیکثی، ط، 2، الحسامی مع شرح النامی، مکتبہ البشری: کراچی، 1431ھ، ص:7

جاتا ہے اور اگر وہاں بھی نہ ملے تو پھر قیاس[1] کے ذریعے اس مسئلہ کا حل مستنبط کیا جاتا ہے۔اس کی تشریح حضرت معاذ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ والی حدیث شریف سے بھی ہوتی ہے۔[2]

علم فقہ میں مہارت رکھنے والے شخص کو فقیہ کہتے ہیں[3] اور اس کی جمع فقہاء ہے۔فقہائے کرام نے احکام شرعیہ کے استخراج میں بہت زیادہ جتن اور کوشش کی، ہر دور میں نئے آمدہ مسائل کا قرآن وسنت کی نصوص سے حل پیش کیا۔

ان فقہائے کرام کے تراجم اور حالات زندگی کو محفوظ رکھنے کیلئے بعد میں آنے والے علمائے کرام نے کتب تصنیف کیں اور ان فقہائے کرام کو مختلف طبقات میں تقسیم کیا۔ ابن کمال نے فقہاء کے جو طبقات بیان کیے تھے اور اس کے تحت جن فقہائے کرام کا ذکر کیا ہے یہ محل نظر تھے، بعد میں آنے والے علماء نے ان پر نقد کیا اور جن مقامات پر ابن کمال سے غلطی ہوئی تھی ان کی نشاندہی کی۔لہذا اس مضمون میں اس سقم کو واضح کیا گیا ہے اور ہر فقیہ جس مقام کا لائق ہے اس کی طرف رہنمائی کی گئی ہے۔

طبقہ کا لغوی واصطلاحی معنی:

علمائے لغت نے لفظ "طبق" کو ایک چیز پر دوسری چیز کو رکھ کر ڈھانپ دینا[4]، جماعت[5]،

۱۔ کسی منصوص علیہ مسئلہ میں پائی جانے والی علت کے ذریعے غیر منصوص علیہ مسئلہ کا حکم معلوم کرنا جبکہ وہ علت دونوں میں مشترک ہو، قیاس کہلاتا ہے۔(تلخیص اصول الشاشی، مجلس المدینۃ العلمیہ، مکتبہ المدینہ باب المدینہ، کراچی 2009ء، ص:93)

۲۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو جب یمن بھیجنے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ اے معاذ! کس چیز سے فیصلہ کروگے، انہوں نے عرض کی: اللہ کی کتاب سے، فرمایا: اگر تم وہاں نہ پاؤ پھر؟ عرض کی: آپ ﷺ کی سنت سے، فرمایا: اگر وہاں بھی نہ پاؤ پھر؟ عرض کی: میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں کہ جس نے اپنے رسول کے قاصد کو اس چیز کی توفیق بخشی کہ جس سے اس کا رسول راضی ہے۔(سلیمان بن اشعث السجستانی، السنن، کتاب الاقضیہ، ط:1، دار الرسالہ العالمیہ، بیروت ج:2، ص:505)

۳۔ سعدی، ڈاکٹر ابو حبیب، القاموس الفقہی، حرف الفاء، ط،2، دار الفکر: دمشق، ۱۴۰۸ھ، ص:۲۹۰

۴۔ خلیل احمد فراہیدی، کتاب العین، باب القاف والطاء والباء معہما ق ط ب، ط، 1، دارالکتب العلمیۃ: بیروت 1424ھ، ج، ص:109

۵۔ زبیدی، محمد مرتضی، تاج العروس من جواہر القاموس، فصل الطاء مع القاف: ط ب ق، دار الہدایۃ: بیروت، ج،26، ص:49

قرن[۱]،حالت[۲]، درجہ[۳]، ایک دوسرے کے مشابہ لوگ[۴]اور طشت[۵] کے معنی میں استعمال کیا ہے۔جب کہ اصطلاح میں طبقہ کی تعریف ہے: ایسے افراد جو عمر میں اور مشائخ سے ملاقات میں ایک دوسرے کے شریک ہوں۔[۶]

طبقہ کی مدت زمانی:

طبقہ کی مدت زمانی کے بارے میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ ایک طبقہ تیس سال[۷] کا جبکہ بعض نے اسی[۸]، بعض نے سو[۹]اور بعض نے ایک سو بیس سال[۱۰]کا قول کیا ہے۔

طبقاتِ فقہاء کا معنی ومفہوم:

طبقاتِ فقہاء کا مطلب یہ ہے کہ فقہائے کرام کے مختلف طبقات ودرجات ہیں، ہر طبقہ کے تحت فقہائے کرام ہیں جو احکام شرعیہ کے استخراج میں مختلف وظائف اور امور سرانجام دیتے ہیں۔ہر طبقہ کا فقیہ اپنی صلاحیت کی مطابق ایک خاص ذمہ داری سرانجام دیتا ہے جیسے مجتہد فی الشرع کا کام احکام شرعیہ کے استنباط کیلئے ادلہ اربعہ سے اصول وضوابط وضع کرنا ہے، مجتہد فی المسائل کا کام ان مسائل کا اخذ کرنا ہے جن میں امام مذہب سے کوئی روایت نہ آئی ہو، اصحاب تخریج کا کام مجمل قول کی تفصیل بیان کرنا اور جس قول میں دو احتمال ہوں ان میں سے کسی ایک قول کی تعیین کرنا ہے۔

۱۔ ابن منظور، محمد بن مکرم الافریقی، لسان العرب، مادہ: طبق، دار صادر: بیروت، 1414ھ، ج،۱۰، ص:۲۱۱

۲۔ جوہری، اسماعیل بن حماد، الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ، فصل الطاء، طبق، ط، چہارم، دار العلم للمابین: بیروت، 1407ھ ج،4، ص:1512

۳۔ ابن منظور، لسان العرب، مادہ: طبق، ج،۱۰، ص:۲۱۱

۴۔ محمد بن حسن الازدی، جمہرۃ اللغۃ، باب الباء والطاء ومابعدھما من الحروف فی الثلاثی الصحیح، ب، ط، ق، ط، 1، دار العلم للملایین: بیروت، 1987م، ج،1، ص:358

۵۔ راغب، حسین بن محمد الاصفہانی، المفردات، ط، 1، دار القلم: دمشق، ۱۴۱۲ھ، ص:516

۶۔ عسقلانی، احمد بن علی، نزھۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر، ط:3، مطبعۃ الصباح، دمشق، 1421ھ، ص:134

۷۔ جوہری، الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ، فصل الطاء، طبق، ج،۶، ص:۲۱۸۰

۸۔ اسماعیل بن حماد جوہری نے کہا ہے کہ ایک دوسرے قول کے مطابق طبقہ کی مدت زمانی اسی سال ہے۔(جوہری، الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ، فصل الطاء، طبق، ج،6، ص:2181

۹۔ سعدی، ڈاکٹر ابو حبیب، القاموس الفقہی، حرف الطاء، ط:2 دار الفکر، دمشق، 1408ھ، ص:301

۱۰۔ یوسف بن عبد اللہ، الاستیعاب فی أسماء الأصحاب، ط، 1 دار الجیل: بیروت 1412ھ، ص:70

طبقاتِ فقہاء کی معرفت کیوں ضروری ہے؟

مفتی اور عالم کیلئے طبقات فقہاء کی معرفت از حد ضروری ہے اس لیے کہ جو شخص فقہائے کرام کے مراتب اور درجات سے واقف نہیں، اگر اس کے سامنے دو فقہائے کرام کے اقوال کے درمیان تعارض آجائے تو اس کیلئے یہ اندیشہ موجود ہے کہ وہ ایسے فقیہ کو مقدم کر دے گا جو تقدم کا حق نہیں رکھتا اور ایسے فقیہ کو مؤخر کر دے گا جو تقدم کے لائق ہے، اور اس زمانے میں کتنے ایسے علماء ہیں کہ جنہیں طبقات فقہاء کی معرفت ہی نہیں، لہٰذا وہ ادنی کے قول کو ترجیح دے دیتے ہیں اور اعلی کی تصریحات کو چھوڑ دیتے ہیں اور ہمارے زمانے کے کتنے ایسے فضلاء ہیں جو ہر خشک وتر بات اعتماد کر لیتے ہیں اور اپنی کتابوں میں مسائل غریبہ اور روایات ضعیفہ کو نقل کر لیتے ہیں۔[1]

ابن کمال کی طبقاتی تقسیم:

احناف میں سے سب سے پہلے طبقاتی تقسیم ابن کمال پاشا[2] نے کی[3]، انہوں نے فقہائے کرام کو سات طبقات طبقات میں تقسیم کیا۔

ابن کمال (متوفی: ۹۴۰ھ) لکھتے ہیں:

> جان لو کہ بیشک فقہاء کے سات طبقات ہیں: پہلا طبقہ مجتہدین فی الشرع کا ہے جس طرح کہ آئمہ اربعہ رضی اللہ عنہم ۔۔۔ دوسرا طبقہ مجتہدین فی المذہب کا ہے جس طرح کہ حضرت امام ابو یوسف، امام محمد اور امام اعظم ابو حنیفہ کے باقی اصحاب ۔۔۔ تیسرا طبقہ ان مجتہدین کا ہے کہ جو ان مسائل میں اجتہاد کرتے ہیں جن میں اصحاب مذہب سے کوئی روایت نہ آئی ہو جیسے امام خصاف، امام ابو جعفر طحاوی اور امام ابو الحسن کرخی ۔۔۔ چوتھا طبقہ مقلدین میں اصحاب تخریج کا ہے جیسے امام رازی اور اُن جیسے فقہاء پانچواں طبقہ

۱۔ لکنوی، عبد الحی، النافع الکبیر، ط، 1 (۱۴۱۱ھ) ادارہ القرآن وعلوم الاسلامیہ، کراچی، ص: ۷۰

۲۔ آپ کا نام احمد بن سلیمان ہے اور لقب شمس الدین ہے۔ ابن کمال پاشا کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ فقیہ محدث علامہ زماں، فہامہ دوراں تھے۔ کفوی نے آپ کو اصحاب ترجیح میں سے شمار کیا ہے۔ آپ قاضی عسکر بھی رہے۔ ۹۴۰ھ میں انتقال ہوا۔ (فقیر محمد جہلمی، حدائق الحنفیہ، مکتبہ ربیعہ، کراچی: ص: ۳۹۵)

۳۔ مرجانی، هارون بن بهاء الدين، ناظورة الحق في فرضية العشاء وان لم يغب الشفق، ط، 1، دار الحكمة، استنبول، 1433ھ، ص: 192

مقلدین میں اصحاب ترجیح کا ہے جیسے امام ابو الحسین القدوری اور صاحب ہدایہ اور چھٹا طبقہ ان مقلدین کا ہے جو اقوی، قوی اور ضعیف روایات کے درمیان فرق کرنے پر قادر ہوتے ہیں اور ساتواں طبقہ ان مقلدین کا ہے جو اقوی، قوی اور ضعیف روایات میں فرق کرنے پر قادر نہیں ہوتے اور وہ کھرے اور کھوٹے میں فرق نہیں کر سکتے۔[۱]

ابن کمال پاشا کی اس طبقاتی تقسیم کو امام تقی الدین تمیمی نے درست اور صحیح قرار دیا ہے[۲] اور بعض اہل علم نے اس طبقاتی تقسیم کو بعینہٖ نقل کیا ہے اور اس کی تصحیح کا قول کیا ہے اور نہ ہی اس پر جرح و تنقید کی ہے۔ ان میں ابن عابدین[۳] ملا علی قاری[۴] ابن الحنائی[۵] محمد کامی ادرنوی[۶] اور طاش کبری زادہ[۷] کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

بعض احناف کا مؤقف:

علامہ مرجانی کا مؤقف:

علامہ مرجانی کا مؤقف یہ ہے کہ ابن کمال پاشا نے فقہاء کی جو طبقاتی تقسیم ذکر کی ہے یہ سرے سے درست ہی نہیں۔

چنانچہ وہ اس تقسیم کے بارے میں لکھتے ہیں:

"بل هو بعيد عن الصحة بمراحل ،فضلا عن حسنه جِدًّا ؛فانه تحكمات باردة ،وخيالات فارغة،وكلمات لا روح لها ،وألفاظ غير محصلة المعنى ،ولا سلف له

۱۔ ابن کمال پاشا، احمد بن سلیمان، طبقات المجتہدین، مخطوطہ، مکتبۃ الدراسات العلیا، جامعہ بغداد، رقم نمبر:۲/۱۰۱۷، ص:۲، مخطوط

۲۔ تمیمی، تقی الدین بن عبد القادر، الطبقات السنیہ فی تراجم الحنفیہ، دار القلم، بیروت، ۱۴۰۹ھ ص:20

۳۔ ابن عابدین شامی، محمد امین بن عمر بن عبد العزیز، شرح عقود رسم المفتی، ط، 1، مکتبۃ البشری، کراچی، 1430ھ، ص:۰۹

۴۔ ملا علی قاری، علی بن سلطان، شم العوارض فی ذم الروافض، فی قول کمال باشا ان الفقهاء علی سبع ، مرکز الفرقان: قاہرہ، 1425ھ، ص:111

۵۔ ابن الحنائی، علی بن امر اللہ، طبقات الفقہاء، ط، ا، دیوان الوقف السنی: بغداد، 1426ھ، ج:1، ص:146

۶۔ ادرنوی، محمد کامی، مہام الفقہاء (طبقات الفقہاء)، دار الکتب الوطنیہ: تیونس، تاریخ التصویر:1982ء، مخطوط

۷۔ طاش کبری زادہ، احمد بن مصلح الدین، طبقات الفقہاء، ط، 2، مطبعۃ الزھراء الحدیثۃ: موصل، 1380ھ، ص:10-7

فی ذلک المدعی ،ولا سبیل له الی تلک الدعوی ،وان تابعه من جاء من عقبه من غیر دلیل یتمسک به ،وحجة تلجیه الیه "[1]

ترجمہ: اس تقسیم کا بہت درست ہونا تو دور کی بات ہے ،یہ تقسیم تو چند وجوہ کی وجہ سے صحت سے بھی دور ہے ،یہ ٹھنڈے فیصلے ہیں ،خالی خیالات ہیں ،اور ایسے کلمات ہیں جن میں کوئی روح اور اثر نہیں ،ایسے الفاظ ہیں جن سے کوئی معنی حاصل نہیں ہوتا ،سلف میں سے کسی نے یہ دعوی نہیں کیا اور نہ ہی اس دعوی کیلئے کوئی راہ ہے ،اور جو ان کے بعد آئے اور انہوں نے ان کی اتباع کی وہ بھی بغیر دلیل کے ہے ،اور بغیر حجت کے جس وہ پکڑ سکیں۔

علامہ کوثری کا موقف:

علامہ کوثری نے مجتہدین کی دوسری تقسیم ذکر کی ہے جس کے مطابق فقہاء کے تین درجات ہیں:
(۱)۔ مجتہد مطلق (۲)۔ مجتہد منتسب (۳)۔ مجتہد مقید اور یہ وہی تقسیم ہے جو ابن حجر نے "شن الغارۃ" اور شاہ ولی اللہ نے "عقد الجید" میں ذکر کی ہے ،اس کے بعد لکھتے ہیں:

"وان لم یوفیا البحث حقه من التمحیص ،ومع ذلک هو أقرب الی الصواب مما عمله ابن الکمال الوزیر فی سرد درجات للفقه وتوزیع الفقهاء علیها ،سواء کان له سلف فی ذلک أم لم یکن ولم یصب فی أحد من الأمرین لا فی ترتیب الطبقات ولا فی توزیع الفقهاء علیها ،و ان لقی استحسانا من المقلدة بعده "[2]

ترجمہ: یہ اور بات ہے کہ بحث و تمحیص کا پورا حق انہوں نے ادا نہیں کیا تاہم ان کی بات صواب اور درستگی سے اس سے زیادہ قریب ہے جو وزیر ابن کمال نے فقہ کی درجہ بندی اور فقہاء کی تقسیم سے متعلق کہا ہے ۔ابن کمال مذکورہ دونوں چیزوں یعنی طبقات کی ترتیب اور فقہاء کی تقسیم میں سے کسی میں بھی درستگی پر قائم نہیں رہ سکے ،یہ اور بات ہے کہ بعض مقلدین کی طرف سے انہیں بڑی پذیرائی ملی۔

۱۔ مرجانی، ناظورۃ الحق فی فرضیۃ العشاء وان لم یغب الشفق، ص:192

۲۔ کوثری، محمد زاهد، حسن التقاضی فی سیرۃ الامام أبی یوسف القاضی، دار الانوار: مصر، 1368ھ، ص:29

عبد الحی لکھنوی کا مؤقف:

عبد الحی لکھنوی کے نزدیک بھی ابن کمال پاشا کی فقہائے حنفیہ کے حوالے سے یہ طبقاتی تقسیم درست نہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"وكذا ذكره من جاء بعده مقلداً له ،الّا أنّ فيه أنظارا شتى من جهة ادخال من فى الطبقة الأعلى فى الأدنى ،قد أبداها الفاضل هارون بن بهاء الدين بن شهاب الدين المرجانى الحنفى "[۱]

ترجمہ: جو حضرات ان (ابن کمال پاشا) کے بعد آئے انہوں نے بھی ان کی تقلید کرتے ہوئے اسی طرح ذکر کیا، مگر اس میں بہت سارے مقامات محل نظر ہیں، کہ اعلی طبقہ والوں کو ادنی طبقہ میں داخل کر دیا،ھارون بن بہاء الدین بن شہاب الدین المرجانی الحنفی نے اس بات کو واضح کیاہے۔

علامہ مطیعی کا مؤقف:

علامہ مطیعی بھی ابن کمال پاشا کی اس طبقاتی تقسیم کو درست تسلیم نہیں کرتے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"وقد ذكره التميمى فى طبقاته بحروفه ثم قال وهو تقسيم حسن جدا مع أنه بعيد جدا عن الصحه فضلا عن الحسن فانه تحكم محض ولا سلف له فى هذه الدعوى وان تابعه عليها من جاء بعده ممن حذا حذوه من غير دليل يدل على ذلک "[۲]

ترجمہ: تمیمی نے "الطبقات" میں انہی (یعنی ابن کمال پاشا کے) حروف کے ساتھ طبقاتی تقسیم کا ذکر کیاہے،اور پھر کہا کہ یہ بہت اچھی اور عمدہ تقسیم ہے حالانکہ اس کا عمدہ ہونا تو درکنار یہ درستگی سے بھی بہت دور ہے، یہ محض زبردستی ہے اور سلف میں سے کسی نے یہ دعوی نہیں کیا اور بعد میں آنے والوں نے جو ان کی اتباع کی ہے وہ بھی بغیر دلیل کے ہے جو کہ اس پر دلالت کرے۔

اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ابن کمال پاشا نے فقہائے حنفیہ کی جو طبقاتی تقسیم ذکر کی ہے اسے بعض علمائے احناف درست تسلیم نہیں کرتے بلکہ وہ اس پر نقد کرتے ہیں۔

۱۔ لکھنوی، عبد الحی ،النافع الکبیر ،ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ ،کراچی، ۱۴۱۱ھ ،ص:11

۲۔ مطیعی، محمد بخیت، ارشاد اھل الملۃ الی اثبات الأھلۃ، کردستان العامیہ، 1329ھ ،ص:365

ابن کمال پر نقد کے اسباب:

جن حضرات نے ابن کمال پر نقد کیا ہے انہوں نے درج ذیل اسباب کی وجہ سے تنقید کی ہے۔

۱۔ طبقات کے درمیان تفریق واضح نہیں:

جن علمائے کرام نے ابن کمال کی طبقاتی تقسیم پر نقد کیا ہے انہوں نے اس طبقاتی تقسیم پر نقد کا ایک سبب تو یہ بیان کیا ہے کہ ابن کمال نے طبقات کے درمیان فرق اور امتیاز نہیں کیا چنانچہ مرجانی کہتے ہیں کہ "لم یحصل من بیانه فرق بین اخر طبقتین ولیت شعری بأی قیاس قاسهم ووجد هذه التفاوت بینهم "[۱]ان کے بیان سے ان آخری دو طبقوں (پانچویں اور چھٹے) میں کوئی فرق نظر نہیں آتا، کس قیاس کی بنیاد انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے اور کس بنیاد پر ان کے درمیان یہ فرق رکھا ہے؟

ابوزہرہ کہتے ہیں کہ تیسرے اور چوتھے طبقہ میں بڑا دقیق سا فرق ہے جو کہ زیادہ واضح اور ظاہر نہیں، لہٰذا ان کو ایک طبقہ شمار کرنے والے بھی کسی حد تک حق بجانب ہیں،[۲] مزید کہتے ہیں کہ ہمارا خیال ہے کہ پانچویں طبقہ اور سابقہ طبقات کا باہمی فرق واضح نہیں، لہٰذا بہتر ہو گا کہ اقسام کو متمیز کرنے اور التباس سے بچنے کیلئے تیسرے چوتھے اور پانچویں طبقات میں سے ایک طبقہ کو حذف کر دیا جائے اور ان کو دو طبقات شمار کیا جائے۔[۳]

۲۔ ابن کمال کو فقہائے مذہب کے بارے میں پوری طرح واقفیت نہیں:

ناقدین علماء نے نقد کا ایک سبب یہ بیان کیا ہے کہ ابن کمال کو فقہائے احناف کے بارے میں پوری طرح واقفیت نہیں تھی، اور انہیں اس موضوع یعنی طبقات فقہاء سے بہت کم تعلق ہے، جن لوگوں کا اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے ان سے ان کی موافقت بہت نظر آتی ہے، اکثر فقہاء کو تو یہ جانتے ہی نہیں ہیں۔ ہو سکتا ہے ایک کا دو کر دیا ہو اور مقدم کو مؤخر کر دیا ہو جس سے سارا معاملہ الٹ ہو گیا بلکہ بہت سارے مقامات پر کتابیں اصل مصنفین کے علاوہ کی طرف منسوب کر دیں ہیں، تو وہ کس طرح ان فقہاء کے طبقات کو جان سکتے ہیں اور کسی طرح ان فقہی مراتب کو بیان کر سکتے ہیں؟[۴].

۱۔ مرجانی، ناظورۃ الحق فی فرضیۃ العشاء وان لم یغب الشفق، ص:211

۲۔ ابوزہرہ، أبو حنیفہ، حیاتہ وعصرہ وآراؤہ الفقہیہ، ط،2، دار الفکر العربی: بیروت 1369ھ، ص:۵۰۰

۳۔ ن۔م، ص:۵۰۱

۴۔ مرجانی، ناظورۃ الحق فی فرضیۃ العشاء وان لم یغب الشفق، ص:۲۱۱

۳۔ ایک فقیہ کو دوسرے پر ترجیح دینا بہت مشکل امر ہے:

ابن کمال نے بعض فقہاء کو بعض دوسرے فقہاء پر مقام و مرتبہ میں افضل و اعلیٰ قرار دیا ہے، بعض اہل علم نے کہا ہے کہ فقہائے کرام کے اوصاف مشترک ہیں لہٰذا کسی فقیہ کو اعلیٰ قرار دینا اور دوسرے فقیہ کو ادنیٰ قرار دینا بہت مشکل امر ہے، علامہ مرجانی کی رائے یہ ہے کہ درحقیقت اس کلیہ کا علم بہت ہی دشوار ہے بالخصوص اجلہ فقہاء اور علماء سے متعلق کیوں کہ ان کی مثال پھیلی ہوئی اس زنجیر کی طرح ہے جس کے دوسرے سرے کا پتہ ہی نہیں چلتا، جس کا اشارہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں موجود ہے " وَ مَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِيَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا "[۱] (ہم نے انہیں جو بھی نشانی دکھاتے ہیں وہ دوسری سے کہیں زیادہ بڑی ہوتی ہے۔) اس کا صحیح مفہوم تو اللہ کو ہی معلوم ہے مگر میری سمجھ سے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر نشانی کو اگر الگ الگ دیکھا جائے تو غور کرنے والا ہر ایک کے بارے میں یہی کہے گا یہ سب سے بڑی نشانی ہے ورنہ یہ متصور نہیں ہو سکتا کہ ہر نشانی دوسری نشانیوں سے من کل الوجوہ بڑی ہے کیونکہ یہ تناقض ہے۔[۲]

۴۔ ابن کمال فقہاء کے القابات سے متاثر ہوئے ہیں:

جو علماء ابن کمال کی طبقاتی تقسیم کو درست نہیں سمجھتے وہ یہ کہتے ہیں کہ ابن کمال، فقہاء کے القابات سے متاثر ہو گئے اور جن فقہاء کے القابات زیادہ تھے انہیں دوسروں پر ترجیح دے دی، جہاں تک فقہائے عراق کی بات ہے تو وہ بہت سادگی پسند تھے، سلف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے القاب کو بالکل پسند نہیں کرتے تھے، اور کبھی بلند بانگ دعوے نہیں کیے اور خود نمائی کو کبھی بھی اچھا نہیں سمجھا بلکہ دوسروں سے امتیاز کیلئے اپنے ساتھ پیشے، قبیلے، گاؤں، علاقے یا کسی چھوٹی چیز کو منسوب کرتے تھے جیسے خصاف، جصاص، قدوری اور کرخی وغیرہ جبکہ دوسری طرف خراسان اور بالخصوص ماوراء النہر کے لوگوں کا حال اس سے بالکل مختلف تھا، انہوں نے اپنے علماء کے کو بڑے بڑے القابات دیئے جیسے شمس الائمہ، فخر الاسلام، صدر الشریعہ وغیرہ۔ ابن کمال حکومت کی طرف فتویٰ نویسی کا کام کرتے تھے، جب انہوں نے فتاویٰ کی کتابوں کا مطالعہ کیا تو ماوراء النہر کے علماء و فقہاء کو بڑے بڑے القاب والا پایا تو اس سے

۱۔ سورۃ الزخرف، 43/48

۲۔ مرجانی، ناظورۃ الحق فی فرضیۃ العشاء وان لم یغب الشفق، ص:۲۱۱

متاثر ہوتے چلے گئے اور انہی آداب والقاب کی روشنی میں فقہاء کے طبقات بیان کیے جس سے اعلی کو ادنی اور ادنی کو اعلی کر دیا۔[۱]

ابن کمال کی طبقاتی تقسیم اور علماء کا رد:

اب ذیل میں ابن کمال پاشا کی طبقاتی تقسیم ذکر کر کے اس پر علمائے کرام کا نقد ذکر کرتے ہیں۔ ابن کمال نے فقہاء کو سات طبقات میں تقسیم کیا ہے۔

طبقہ اول:

ابن کمال نے طبقات فقہاء میں سے پہلا طبقہ مجتہد مطلق کا ذکر کیا ہے اور اس کی تعریف میں کہا کہ یہ حضرات اصول وضع کرتے ہیں، ادلہ اربعہ سے فروعی احکام اخذ کرتے ہیں اور کسی کی تقلید نہیں کرتے۔[۲]

علامہ تقی عثمانی کے مطابق یہ کہنا کہ اس طبقہ کے امام کسی کی تقلید نہیں کرتے یہ درست نہیں اس لیے مجتہد مستقل کیلئے بھی تقلید کی ایک قسم ہوتی ہے اس لیے کہ اگرچہ یہ حضرات کتاب وسنت سے احکام شرعیہ نکالنے میں مستقل ہوتے ہیں مگر تقلید کے بغیر ان کے لیے چارہ نہیں، یہ حضرات صحابہ وتابعین کے اقوال میں غور وفکر کرتے ہیں اور قرآن وسنت کے احکام میں ان سے دلیل پکڑتے ہیں، بہت مرتبہ ایسا ہوتا ہے کتاب وسنت میں کوئی نص صریح نہیں پاتے صحابہ وتابعین میں سے کسی ایک کا قول پاتے ہیں تو اسے اپنے رائے پر مقدم کرتے ہیں جیسا کہ امام ابو حنیفہ بہت مرتبہ ابراہیم نخعی کے قول کو لیتے ہیں اور امام شافعی بہت مرتبہ ابن جریج کے قول کو اور امام مالک مدینہ منورہ کے مشہور فقہائے سبعہ کے قول کو لیتے ہیں۔[۳]

اسی طرح ڈاکٹر مصطفی کا کہنا بھی یہی ہے کہ اس طبقہ کے ائمہ کے بارے میں یہ خیال کرنا کہ یہ حضرات کسی کی تقلید نہیں کرتے درست نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ابو حنیفہ، حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اتباع کرتے ہیں، امام مالک، حضرت ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اتباع کرتے ہیں۔[۴]

بہر حال تقی عثمانی اور ڈاکٹر مصطفی کا یہ کہنا کہ اس طبقہ کے حضرات تقلید کرتے ہیں یہ درست نہیں اس لیے کہ صحابہ کرام اور تابعین میں سے کسی کے قول کو لے لینے سے تقلید لازم نہیں آتی۔ چنانچہ ابو زہرہ مصری کہتے ہیں

۱۔ مطیعی، ارشاد اھل الملۃ الی اثبات الأھلۃ، کردستان العامیہ، 1329ھ، ص:379-378

۲۔ ابن کمال پاشا، طبقات المجتہدین، ص: ۲، مخطوط

۳۔ عثمانی، محمد تقی، اصول الافتاءوادابہ، طبقات الفقہاء، مکتبہ معارف القرآن: کراچی، ص:۱۸

۴۔ یافعی، عبد الفتاح بن صالح، التمذھب، ط، 1، مؤسسۃ الرسالۃ، 2006م، ص:۷۰

آپ (امام ابو حنیفہ) اپنے فقہی نظریات میں آزاد تھے، آپ نے امام ابراہیم نخعی کے فقہی آراء کا مطالعہ ضرور کیا لیکن ان کے مقلد ہرگز نہ تھے، بلکہ کبھی ان سے اظہار اتفاق کرتے اور کبھی مختلف الخیال ہوتے۔ اگر موافقت کی تو دلائل کی بناء، تقلید کے جذبہ سے متاثر ہو کر نہیں۔[۱]

طبقہ دوم:

ابن کمال پاشا نے دوسرا طبقہ مجتہدین فی المذہب کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حضرات اصول میں اپنے اساتذہ کی تقلید کرتے ہیں البتہ بعض فروعی مسائل میں اپنے استاذ سے اختلاف کرتے ہیں اور اس کے تحت امام ابو حنیفہ کے تلامذہ کا ذکر کیا ہے۔[۲]

ابن کمال کے اس طبقہ پر دو طرح سے نقد کیا گیا ہے:

(۱)۔ ابن کمال کا یہ کہنا کہ یہ حضرات مجتہد مطلق کے درجہ پر فائز نہیں، یہ درست نہیں۔

ابن کمال نے اس طبقہ کے فقہاء میں قاضی ابو یوسف اور امام محمد کا ذکر کیا اور کہا کہ یہ حضرات مجتہد فی المذہب ہیں اور مجتہد مطلق نہیں تو اس پر عبد الحی نقد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قاضی ابو یوسف اور امام محمد دونوں ہی مجتہد مطلق منتسب ہیں اس لیے کہ اصول میں انہوں نے بہت مرتبہ امام ابو حنیفہ کی مخالفت کی ہے۔[۳] اس کے بعد کہتے ہیں کہ صحیح اور درست بات یہ ہے کہ صاحبین مجتہد مستقل تھے اور اجتہاد مطلق کے مرتبہ پر فائز تھے، مگر اپنے استاذ کی تعظیم میں اپنے رائے کو ان کی طرف منسوب کر دیا۔

علامہ مرجانی کا کہنا ہے کہ صاحبین علم فقہ میں اگر امام مالک اور شافعی سے ارفع نہ ہوں مگر ان سے کم بھی نہیں، اور یہی بات ان کے موافقین اور مخالفین کی زبانوں پر مشہور ہے، اور لوگوں کی زبان پر یہ مثال زدعام ہے کہ ابو حنیفہ، ابو یوسف ہیں، یعنی ابو یوسف، فقہاہت میں بلند ترین مقام پر فائز ہیں۔

علامہ مطیعی کا کہنا بھی یہی ہے کہ صاحبین مجتہد مستقل ہیں اور مجتہد فی المذہب نہیں، صاحبین کا امام ابو حنیفہ کے اقوال کو لے لینے سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ وہ مجتہد مستقل نہیں ورنہ امام ابو حنیفہ حدیث مرسل[۴] کی حجیت

۱۔ ابو زہرہ، أبو حنیفہ، حیاتہ وعصرہ وآراؤہ الفقہیہ ص:۴۹۹

۲۔ ابن کمال پاشا، طبقات المجتہدین، ص:۲، مخطوط

۳۔ الکنوی، النافع الکبیر، ص:۱۵

۴۔ حدیث مرسل کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ راوی سند کے آخر سے تابعی کے بعد والا راوی یعنی صحابی کو ساقط کر دے۔ (عسقلانی، احمد بن علی بن حجر، نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ص:84)

کے قائل ہیں اور مصالح مرسلہ[۱] کی عدم حجیت کا قول کرتے ہیں اور امام مالک کے نزدیک بھی حدیث مرسل حجت ہے اور امام شافعی کے نزدیک مصالح مرسلہ حجت نہیں، اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ مالک اور شافعی، ابو حنیفہ کے مقلد قرار پائے، ایسے ہی ان تینوں آئمہ کا خبر واحد، اجماع اور قیاس کی حجیت پر اتفاق کا ہے، اب اس کا مطلب یہ تو نہیں ہو گا کہ ایک دوسرے کے مقلد ہو گئے ہیں۔[۲]

ابن جریر نے کہا کہ احمد بن حنبل کا شمار فقہاء میں نہیں ہوتا بلکہ وہ تو حدیث کے حافظ ہونے میں مشہور ہیں اور ابن خلدون نے کہا احمد بن حنبل کے مقلدین کی تعداد بہت کم ہے اس لیے کہ ان کا مذہب اجتہاد سے کافی دور ہے، علامہ مرجانی اس پر کہتے ہیں کہ ان حضرات کو تو مجتہد فی الشرع میں شمار کیا جاتا ہے حالانکہ ان کے بارے میں آئمہ کی مذکورہ بالا آراء ہیں اور صاحبین اور امام زفر جو کہ فقہ کے میدان کے شہسوار ہیں اور فکر و نظر کے بادشاہ ہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ یہ حضرات مجتہد فی الشرع یا مجتہد مطلق نہ ہوں۔[۳]

ابو زہرہ کا کہنا بھی یہی ہے کہ صاحبین مجتہد مستقل تھے، چنانچہ آپ کہتے ہیں کہ ابن عابدین نے بعض حنفی مصنفین کی پیروی کرتے ہوئے انہیں دوسرے طبقہ میں شمار کیا ہے، اول میں نہیں۔ یہ درست نہیں اس لیے کہ امام ابویوسف، امام محمد وزفر اور دیگر اصحاب اپنے فقہی افکار و نظریات میں پوری طرح آزاد تھے اور اپنے استاذ کے مقلد نہ تھے، اگرچہ ان حضرات نے اپنے استاذ کے افکار و نظریات کا مطالعہ کیا اور علمی اقوال سے استفادہ کیا مگر اس سے یہ لازم تو نہیں آتا ہے کہ یہ حضرات اپنے افکار وآراء اور اجتہاد میں آزاد نہ تھے اور دوسری بات امام محمد نے اپنی زندگی کے شروع میں کچھ عرصہ ابو حنیفہ کی صحبت اختیار کی اور پھر امام مالک سے تعلق قائم کر لیا اور ان سے مؤطا روایت کی اور آپ کی روایت کردہ مؤطا سب سے زیادہ معتبر سمجھی جاتی ہے، خدانخواستہ اگر آپ مقلد تھے تو کس کے؟ مالک کے یا ابو حنیفہ کے؟ یا دونوں کے؟ عدل وانصاف کا تقاضا تو یہی ہے کہ امام محمد مجتہد مستقل تھے اور اسی طرح دوسرے اصحاب بھی اسی مرتبہ پر فائز تھے۔[۴]

۱۔ مصالح مرسلہ ایسا قانون ہے جس کے اعتبار یا عدم اعتبار کی کوئی اصل نص اور اجماع میں کہیں بھی موجود نہ ہو اور اس کی موافقت سے کسی حکم کا ترتب بھی نہ ہو۔ (بوبطی، محمد سعید رمضان، ضوابط المصلحۃ فی الشریعۃ الاسلامیۃ، ط،2، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1393ھ، ص:330)

۲۔ مطیعی، ارشاد اھل الملۃ الی اثبات الأھلۃ، ص:380، 381

۳۔ مرجانی، ناظورۃ الحق فی فرضیۃ العشاء وان لم یغب الشفق، مطلب فی أن تقسیم ابن الکمال تحکم، ص:198

۴۔ ابو زہرہ، أبو حنیفہ حیاتہ وعصرہ وآراؤہ الفقہیہ، ص:499

(۲)۔ قاضی ابو یوسف اور امام محمد اصول میں ابو حنیفہ کی تقلید کرتے ہیں، یہ بھی درست نہیں۔

ابن کمال نے کہا کہ یہ صاحبین، امام ابو حنیفہ کی اصول میں تقلید کرتے ہیں اور اصول میں مخالفت کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے، علامہ مرجانی اس پر نقد کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ابن کمال کا یہ کہنا کہ یہ حضرات اصول میں امام مذہب کی تقلید کرتے ہیں، اصول کی ان سے کیا مراد ہے، اگر اس سے ان کی مراد وہ اجمالی احکام ہیں جن کے حوالے سے علم اصول فقہ میں بحث کی جاتی ہے تو اس کا علم مجتہد و غیر مجتہد دونوں کو حاصل ہے اس لیے کہ ان احکام کا تعلق اجتہاد سے بالکل نہیں، اور اگر اصول سے مراد کتاب وسنت اور اجماع وقیاس کے شرعی اصول ہیں جن سے احکام شرعیہ کا استخراج ہوتا ہے تو اس کا راستہ بند ہو چکا ہے، قاضی ابو یوسف کا کسی دوسرے امام کی مخالفت کرنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔[۱]

قاضی ابو یوسف اور امام محمد، ابو حنیفہ کی اصول میں مخالفت کرتے ہیں اور ان کا اپنا الگ اصول ہے مثلا نجاست خفیفہ کے باب میں ابو حنیفہ کے نزدیک اصل دلائل کا متعارض ہونا ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک اس باب میں اصل آئمہ کا اختلاف ہے۔[۲] اسی طرح مجاز، حقیقت کا خلیفہ ہے مگر اس میں اختلاف ہے کہ کس اعتبار سے مجاز، حقیقت کا خلیفہ ہے، ابو حنیفہ کے نزدیک مجاز، حقیقت کا خلیفہ لفظ کے اعتبار سے ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک حکم کے اعتبار سے۔[۳]

قاضی ابو یوسف اور امام محمد اصول میں ابو حنیفہ سے مخالفت بھی کرتے ہیں چنانچہ دبوسی (متوفی:۴۳۰) نے تأسیس النظر نامی کتاب تصنیف کی اور اس میں وہ اصول و قواعد بیان کیے ہیں جن میں صاحبین نے ابو حنیفہ کی مخالفت کی ہے اور ایک دوسرے کی مخالفت کی ہے۔

تیسرا طبقہ:

ابن کمال نے تیسرا طبقہ مجتہد فی المسائل کا ذکر کیا ہے اور یہ حضرات اصول و فروع میں امام مذہب کی مخالفت کرنے پر قادر نہیں اور ان کا کام یہ ہے جن مسائل کے بارے میں امام مذہب سے کوئی نص موجود نہیں ان کے احکام اخذ کرتے ہیں اور طبقہ میں خصاف، طحاوی، کرخی اور قاضی خان کا ذکر کیا ہے[۴]

۱۔ مرجانی، ناظورۃ الحق فی فرضیۃ العشاء وان لم یغب الشفق، مطلب فی أن تقسیم ابن الکمال تحکم، ص:200-192

۲۔ کوثری، حسن التقاضی فی سیرۃ الامام أبی یوسف القاضی، ص:78

۳۔ شاشی، اصول الشاشی، فصل فی الحقیقۃ والمجاز، ط،1، مکتبۃ المدینہ، کراچی، 1429ھ، ص:37

۴۔ ابن کمال پاشا، طبقات المجتہدین، ص:3، مخطوط

ابن کمال نے اس طبقہ کا جو وظیفہ بیان کیاہے علامہ مرجانی اس سے اتفاق نہیں کرتے ان کا کہنا یہ ہے کہ خصاف، طحاوی اور کرخی کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ اصول وفروع میں ابو حنیفہ کی مخالفت کرنے پر صلاحیت نہیں رکھتے درست نہیں۔اس لیے کہ یہ حضرات صرف ایک دو مسائل میں ہی نہیں بلکہ بے شمار مسائل میں ان کی مخالفت کی ہے۔[١]

علامہ کوثری کہتے ہیں کہ امام کرخی نے ابو حنیفہ سے اختلاف کیاہے مثلاً ابو حنیفہ کا مؤقف یہ ہے کہ عام، تخصیص کے بعد حجت بن سکتا ہے جبکہ کرخی عام میں تخصیص ہونے کے بعد اس کے حجت ہونے کو تسلیم نہیں کرتے۔ اسی طرح ابو حنیفہ کے نزدیک خبر واحد کو عموم بلوی پر ترجیح دی جائے گی جب کہ کرخی کے نزدیک اگر کوئی مسئلہ عموم بلوی کے قبیل سے ہو تو وہاں خبر واحد کی حجیت ختم ہو جاتی ہے۔[٢]

لکھنوی نے کہا کہ ابن کمال نے طحاوی کو مجتہد فی المسائل کے طبقہ میں شمار کیاہے اور کہاہے کہ یہ اصول وفروع میں صاحب مذہب کی مخالفت کرنے پر قادر نہیں حالانکہ اس میں نظرہے اس لیے کہ طحاوی کا درجہ بہت بلند ہے اور مقام بہت اونچاہے اور اصول وفروع میں بہت زیادہ صاحب مذہب سے اختلاف کیاہے اور جو شخص شرح معانی الاثار اور ان کی دیگر تصنیفات پر مطلع ہے وہ محسوس کرے گا کہ بہت مرتبہ آپ صاحب مذہب کی مخالفت کرتے ہیں۔[٣]

امام طحاوی اپنی کتاب "شرح معانی الاثار" کی مقدمہ میں لکھتے ہیں:

میں اپنی کتاب میں جہاں بھی ناسخ ومنسوخ، علماء کی تاویلات، ایک کے خلاف دوسرے کا استدلال کی بات آئے گی، ان میں میرے نزدیک جو صحیح قول ہو گا اس کی تائید اور اس کے دلائل کا ذکر کروں گا، جب کہ دوسری طرف بھی کتاب وسنت، اجماع
یا اقوال صحابہ اور تابعین سے متواترا جو چیز ثابت ہو گی وہ بھی صحیح ہو گی۔[٤]

چوتھا طبقہ:

ابن کمال نے چوتھا طبقہ اصحاب تخریج کا ذکر کیاہے اور کہاہے کہ حضرات بالکل اجتہاد کرنے کی صلاحیت

١۔ مرجانی، ناظورۃ الحق فی فرضیۃ العشاء وان لم یغب الشفق، مطلب فی أن تقسیم ابن الکمال تحکم، ص:202

٢۔ کوثری، حسن التقاضی فی سیرۃ الامام أبی یوسف القاضی، ص:89

٣۔ الکنوی، التعلیقات السنیۃ علی الفوائد البہیہ، ط، 1، طبعہ السعادۃ، مصر، 1324ھ، ص:31، 32

٤۔ طحاوی، احمد بن محمد ابو جعفر، شرح معانی الاثار، ط، 1، عالم الکتب، 1414ھ، ص:11

نہیں رکھتے، البتہ یہ مجمل قول کی تفصیل کرنے پر قدرت رکھتے ہیں اور اور صاحب مذہب سے ایسا منقول حکم جس میں دو امور کا احتمال ہو اس کی تفصیل کرنے اور کسی ایک حکم کی تعیین کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اس کے تحت رازی اور دیگر فقہاء کا ذکر کیا ہے۔[۱]

ابن کمال کے اس بیان کردہ طبقہ پر دو طرح سے نقد کیا گیا ہے۔

۱۔ رازی کو طبقہ تخریج میں شمار کیا ہے جو کہ درست نہیں۔

علامہ مرجانی کہتے ہیں کہ ابو بکر رازی کو مقلدین کے طبقہ میں شمار کرنا جو بالکل اجتہاد کی صلاحیت نہیں رکھتے، ان کے ساتھ بہت بڑا ظلم، انہیں اپنے مقام سے نیچے دکھانا، چشم پوشی، ان کے مقام علم سے ناآشنائی، فقہ میں ان کی مہارت کا انکار کرنا ہے۔[۲]

مزید لکھتے ہیں کہ شمس الائمہ سرخسی کا شمار تو تیسرے طبقے یعنی مجتہدین میں کیا ہے اور رازی کا شمار مقلدین میں، حالانکہ سرخسی اور ان کے بعد کے علماء تو رازی کے بال بچے ہیں، شمس الائمہ حلوائی ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ بڑی شخصیت کے مالک ہیں، ارباب علم و فن کے درمیان معروف ہیں، ہم ان کی تقلید کرتے ہیں اور ان کے قول پر فتوی دیتے ہیں، لہذا مقلد کیلئے مقلد کی تقلید کیسے درست ہو سکتی ہے؟[۳]

علامہ کوثری نے بھی رازی کو چوتھے طبقہ میں ذکر کرنے پر نقد کیا ہے اور کہا ہے کہ شمس الائمہ سرخسی نے اپنی کتاب میں ابو بکر رازی کے حوالے سے کثرت کے ساتھ نقل کیا ہے، ان کے اقوال سے دلائل پیش کیے ہیں، اور ان کی رائے کی متابعت کی ہے۔ حلوائی اور ان کے بعد جن علماء کا ذکر مجتہد فی المسائل کے ضمن میں کیا ہے ان سب کا علم ابو بکر رازی کے علم پر جا کر ختم ہو جاتا ہے۔ قاضی ابو زید دبوسی کے استاذ ابو جعفر استروشی نے ان سے علم فقہ حاصل کیا، یوں ہی شمس الائمہ حلوائی کے استاذ ابو علی حسین نسفی نے بھی ان سے فقہ حاصل کیا۔ سرخسی کے بارے میں معلوم ہے کہ وہ ان کے شاگرد ہیں، قاضی خان ان کے اصحاب میں سے ہیں۔[۴]

ابو زہرہ اس طبقہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ تیسرے اور اس چوتھے طبقہ کے درمیان بہت باریک سا فرق ہے اور یہ فرق زیادہ واضح نہیں ہے، لہذا جو حضرات ان کو ایک طبقہ شمار کرتے ہیں وہ بھی کسی حد تک درست اور حق

۱۔ ابن کمال پاشا، طبقات المجتہدین، ص:3، مخطوط

۲۔ مرجانی، ناظورۃ الحق فی فرضیۃ العشاء وان لم یغب الشفق، مطلب فی اَن تقسیم ابن الکمال تحکم، ص:204

۳۔ ن۔م، ص:204

۴۔ کوثری، حسن التقاضی فی سیرۃ الامام اَبی یوسف القاضی، ص:90، 91

بجانب ہیں۔۔۔ابو بکر رازی کو ابن کمال نے چوتھے طبقہ میں شمار کیا ہے حالانکہ رازی کسی طرح قاضی خان، کرخی اور تیسرے طبقہ کے فقہاء سے کم نہیں ہیں، ان کی کتاب احکام القرآن ان کے علم و فضل کی آئینہ دار ہے۔[١]

پانچواں طبقہ:

ابن کمال نے پانچواں طبقہ اصحاب ترجیح کا بیان کیا ہے اور ان حضرات کا کام یہ ہے کہ جب صاحب مذہب سے کسی مسئلہ

کے بارے میں مختلف روایات منقول ہوں تو یہ ان روایات میں غور و فکر کرتے ہیں اور جس روایت پر قوی دلائل موجود ہوں اسے دوسری روایت پر ترجیح دیتے ہیں، ان میں صاحب ہدایہ اور قدوری کا ذکر کیا ہے۔[٢]

علامہ مطیعی نے اس طبقہ کے تحت جن فقہاء کا ذکر کیا گیا ہے اس کو محل نظر قرار دیا ہے اس لیے کہ ابن کمال نے اس طبقہ کے تحت قدوری(متوفی:٤٢٨ھ) اور صاحب ہدایہ(متوفی:٥٩٣) کا ذکر کیا ہے اور قاضی خان(متوفی:٥٩٢ھ) کا ذکر مجتہد فی المسائل کے تحت کیا ہے علامہ مرجانی کہتے ہیں کہ صاحب قدوری زمانے کے اعتبار سے شمس الائمہ (متوفی:٤٨٣ھ) سے پہلے کے ہیں اور علم و فضل میں بھی ان سے مقدم ہیں تو قاضی خان سے بڑے کیوں نہیں ہوں گے۔ تو کیسے ہو سکتا ہے کہ قاضی خان تو مجتہد فی المسائل میں شمار کیا جائے اور صاحب قدوری کو شمار نہ کیا جائے۔[٣]

علامہ مرجانی کہتے ہیں کہ جہاں تک صاحب ہدایہ کی بات ہے تو ان کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہیں انگلیوں پر گنا جا سکتا ہے اور زین الدین عتابی کے مطابق تو صاحب ہدایہ کو اپنے اساتذہ پر بھی علمی برتری حاصل تھی جن سے انہوں نے علم فقہ کی تحصیل کی اور آپ کے اساتذہ اس کے معترف بھی تھے، لہذا پھر ان کا درجہ قاضی خان سے کس طرح کم ہوا۔[٤]

چھٹا طبقہ:

ابن کمال نے چھٹا طبقہ اصحاب تمییز کا ذکر کیا ہے یہ حضرات قوی، اقوی، ضعیف، راجح اور مرجوح روایات

١۔ ابوزہرہ، أبو حنیفہ حیاتہ وعصرہ وآراؤہ الفقہیہ، ص:501

٢۔ ابن کمال پاشا، طبقات المجتہدین، ص:3، مخطوطہ

٣۔ مطیعی، ارشاد اھل الملۃ الی اثبات الأھلۃ، ص:367

٤۔ مرجانی، ناظورۃ الحق فی فرضیۃ العشاء وان لم یغب الشفق، مطلب فی أن تقسیم ابن الکمال تحکم، ص: 210، 211

میں فرق کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، اور اس طبقہ کے تحت صاحب کنز الدقائق، در مختار اور صاحب وقایہ کا ذکر کیا ہے۔

علامہ مرجانی اس طبقہ کو بھی درست تسلیم نہیں کرتے اور ان کا کہنا ہے کہ اس پانچویں اور چھٹے درجے میں کوئی خاص فرق نہیں، اور ابن کمال نے کس قیاس کی بنیاد پر یہ نتیجہ اخذ کیا ہے اور کس بنیاد پر ان کے درمیان یہ فرق رکھا ہے؟[۱]

احمد بن محمد النعقیب کہتے ہیں کہ ابن کمال پاشا نے پانچویں اور چھٹے طبقات کی جو تعریفات ذکر کی ہیں اگر اس میں غور وفکر کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ علامہ مرجانی کا یہ اعتراض درست نہیں اس لیے کہ پانچویں طبقہ کے فقہاء چھٹے طبقہ کے فقہاء سے افضل اور شان میں ارفع ہیں کیونکہ یہ حضرات دو اقوال میں سے بعض کو بعض پر مقدم کرنے اور ترجیح دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں جبکہ چھٹے طبقہ کے فقہاء یہ صلاحیت نہیں رکھتے اور ان کے پاس چونکہ سابقہ طبقہ کی ترجیحات کا علم آچکا ہوتا ہے اس لیے اس سے وہ راجح اور قوی، مرجوح اور ضعیف کو پہچان لیتے ہیں۔[۲]

ساتواں طبقہ:

ابن کمال نے ساتواں طبقہ مقلدین محض کا ذکر کیا ہے اور ان کے بارے میں کہا ہے کہ یہ حضرات نہ تو اجتہاد کی صلاحیت رکھتے ہیں اور نہ ہی قوی، اقوی اور ضعیف روایات کے درمیان فرق کرنے پر قادر ہیں، بلکہ یہ حضرات جہاں سے کوئی قول پاتے ہیں اپنی کتاب میں بعینہ نقل کر دیتے ہیں۔[۳]

امام ابو زہرہ اس پر نقد کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس بات کی سمجھ نہیں آئی کہ اس طرح کے لوگوں کو کیسے فقہاء کی فہرست میں شمار کیا گیا ہے اور ان کیلئے نام تجویز کرنے میں نرمی کا مظاہرہ کیا جائے تو زیادہ سے زیادہ انہیں ناقلین فقہ کہا جاسکتا ہے۔[۴]

۱۔ مرجانی، ناظورۃ الحق فی فرضیۃ العشاء وان لم یغب الشفق، مطلب فی أن تقسیم ابن الکمال تحکم، ص:211

۲۔ نقیب، احمد بن محمد، المذھب الحنفی، ط،1، مکتبۃ الرشد، ریاض،1422، ص:172

۳۔ ابن کمال پاشا، طبقات المجتہدین، ص:3، مخطوط

۴۔ ابوزہرہ، أبو حنیفہ حیاتہ وعصرہ وآراؤہ الفقہیہ، ص:503

نتائج بحث:

مقالہ ہذا کے درج ذیل نتائج ہیں:

۱. احناف میں سے سب سے پہلے ابن کمال پاشا (متوفی ۹۴۰ھ) نے فقہائے حنفیہ کو سات طبقات میں تقسیم کیا ہے ان میں سے تین طبقات مجتہدین کے ہیں اور چار طبقات مقلدین فقہاء کے ہیں۔

۲. مابعد کے علماء نے ابن کمال پاشاؒ کی اس طبقاتی تقسیم کو اپنی کتابوں میں بعینہ نقل کیا اور علامہ تمیمیؒ نے اس طبقاتی تقسیم کو بہت عمدہ قرار دیا۔

۳. طبقاتِ فقہاء کی اس بحث سے فقہائے کرام کے وظائف معلوم ہوئے کہ ہر درجہ کے فقیہ کا کام کیا ہے۔

۴. علامہ مرجانی نے سب سے پہلے ابن کمال پاشا کی اس طبقاتی تقسیم پر نقد کیا۔

۵. علامہ عبد الحی لکھنوی بھی اس طبقاتی تقسیم سے مطمئن نہیں تھے اور یہ طبقاتی تقسیم ان کے نزدیک بھی محل نظر تھی۔ جب علامہ مرجانی نے ابن کمال پاشا کی اس طبقاتی تقسیم پر اعتراض قائم کیے تو علامہ عبد الحی لکھنوی نے انہیں اعتراضات کو اپنی کتاب میں نقل کیا۔

۶. علامہ کوثری نے بھی اپنی کتاب "حسن التقاضی" میں علامہ مرجانی کی اس بحث کو نقل کیا اور علامہ مطیعی نے "ارشاد اهل الملة" میں اور ابو زہرہ نے "ابو حنیفہ وحیاتہ" میں اس طبقاتی تقسیم پر اعتراض اٹھائے ہیں۔ ناقدین علماء نے اس طبقاتی تقسیم پر بھی نقد کیا ہے اور طبقات کے تحت جن فقہاء کا ذکر کیا گیا ہے اس پر بھی اعتراضات قائم کیے ہیں۔

۷. ناقدین علماء نے اس طبقاتی تقسیم پر نقد کرنے والے علماء نے جن اسباب کی وجہ سے نقد کیا ہے وہ یہ ہیں کہ ابن کمال نے فقہاء کے طبقات کے درمیان فرق واضح نہیں کیا اور نہ ہی انہیں فقہاء کے بارے میں مکمل معرفت حاصل تھی، فقہائے کرام چونکہ اکثر اوصاف میں مشترک ہیں لہٰذا کسی فقیہ کے مرتبہ کو بلند کر دینا اور دوسرے فقیہ کے مقام کو کم کر دینا انتہائی مشکل کام ہے اور ابن کمال نے جب کتب فتاوی کا مطالعہ کیا تو بعض فقہائے کرام کے القابات کو بہت زیادہ پایا جبکہ دوسرے فقہاء جو سادگی پسند تھے اور ان کے القابات کو کم پایا تو ابن کمال القابات سے متاثر ہو کر زیادہ القابات والے فقہاء کو اعلی میں شامل کر دیا اور کم القابات والے فقہاء کو ادنی میں شامل کر دیا۔

سفارشات:

مقالہ ہذا کی سفارشات درج ذیل ہیں:

۱. دور حاضر میں علمائے کرام بالخصوص مفتیان کرام کو علم طبقات فقہاء میں خصوصی مہارت حاصل کرنا از حد ضروری ہے اس لیے کہ طبقات فقہاء کی معرفت سے ہی فقہائے کرام کے علم وفضل اور تقدم وتاخر کا پتہ چلتا ہے۔

۲. طبقات فقہاء پر لکھی گئی کتابوں پر مقالہ جات لکھے جائیں تاکہ محققین کے لیے کتابوں کا اسلوب سمجھنا آسان ہو سکے اور ان کتب سے کماحقہ استفادہ کرنا ممکن ہو سکے۔

۳. طبقات فقہاء پر لکھی گئی مختلف کتابوں کے درمیان تقابل اور تجزیہ کیا جائے تاکہ کتابوں کی افادیت منظر عام پر آسکے۔

۴. بہت سارے فقہائے کرام ایسے ہیں کہ جن کے اسمائے گرامی آپس میں ملتے ہیں، اگرچہ ان میں بعض مصنفین نے امتیاز پیدا کرنے کی کوشش کی ہے مگر ابھی بھی ضرورت ہے کہ ان فقہائے کرام کے درمیان سن ولادت اور سن وفات کو دیکھتے ہوئے امتیاز پیدا کیا جائے تاکہ ایک فقیہ سے دوسرا فقیہ ممتاز ہو سکے۔

۵. یونیورسٹیز وجامعات جہاں مختلف عنوانات پر کانفرنسز اور سیمینارز کا انعقاد کرتی ہیں، وہاں طبقات فقہاء کے حوالے سے بھی کانفرنسز اور سمینارز کا انعقاد کیا جائے تاکہ اس علم کی طرف محققین کی توجہ مبذول کرائی جا سکے۔

۶. جس طرح طبقاتِ فقہاء حنفیہ پر کتب تصنیف کی گئیں اسی طرح فقہائے شافعیہ، مالکیہ اور حنبلیہ کے طبقات پر بھی کتب تصنیف کی گئیں ہیں، لہٰذا ان کتب پر بھی کام کرنے کی ضرورت ہے تاکہ دیگر فقہی مذاہب (شافعیہ، مالکیہ اور حنبلیہ) کے طبقات کے بارے میں آگاہی حاصل ہو سکے۔